کوئی بات ہے تیری بات میں

ڈور بیل تیسری بار بجی تھی جب اس نے جھنجھلا کر بالآخر اٹھنے کا ارادہ کر ہی لیا تھا۔ ہاتھ بڑھا کر سائیڈ ٹیبل سے اس نے رسٹ واچ اٹھا کر ادھ کھلی آنکھوں سے وقت دیکھا صبح کے ساڑھے گیارہ بجے تھے۔

اس نے بیڈ سے اٹھ کر سلیپرز پہنے اور پھر شرٹ پہن لی۔ شرٹ پہنتے ہوئے بیل ایک بار پھر بجی تھی اور وہ بری طرح جھنجھلایا ہوا تھا۔

گیٹ پر جو کوئی بھی تھا وہ بڑے تواتر سے بیل بجا رہا تھا اور کافی مستقل مزاج بھی لگتا تھا۔ واچ مین اس وقت اپنے کوارٹر میں ہوتا تھا اور وہ جانتا تھا کہ دروازہ اسے ہی کھولنا پڑے گا کیونکہ گھر میں اس وقت کوئی نہیں تھا۔ بالوں کو ہاتھوں سے سنوارتے ہوئے وہ اندر سے نکل آیا۔

پورچ سے گیٹ تک کا فاصلہ طے کرنے کے دوران بیل پھر بجی تھی اور اس بار اس نے عقبی لان سے جیک کو بھونکتے ہوئے بھاگتے دیکھا۔ اس کے گیٹ تک پہنچنے سے پہلے ہی جیک گیٹ پر پہنچ گیا تھا اور اپنے اگلے پنجوں سے گیٹ کو بجاتے ہوئے وہ بڑے زور و شور سے بھونک رہا تھا۔

گیٹ کے نچلے حصے میں لگی ہوئی سلاخوں سے اس نے کسی لڑکی کی ٹانگیں دیکھی تھیں جو کتے کے بھونکنے پر گیٹ سے کافی دور چلی گئی تھی۔ اس سے پہلے کہ بیل دوبارہ بجتی اس نے ایک جھٹکے سے دروازہ کی چین اتار کر اسے کھول دیا۔

سامنے موجود چہرہ اس کے شناسا نہ تھا۔ وہ انیس بیس سال کی ایک لڑکی تھی جو چادر میں لپٹی ہوئی تھی۔ دھوپ میں کھڑے رہنے کی وجہ سے اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا وہ بول اٹھی تھی:

''سوری جی میں نے آپ کو ڈسٹرب کیا''۔

شاید اس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ جھنجلایا ہوا تھا۔ وہ اس کی معذرت پر کچھ کہتے کہتے رک گیا تھا اور نہ وہ اسے بار بار بیل کرنے پر جھڑکنا چاہتا تھا۔

''میں ٹیچر ہوں، ہم لوگ فیصل آباد سے یہاں ایک شارٹ کورس کرنے کے لئے آئے ہیں۔ ہم یہ ساتھ والی عمارت میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ آپ کو معلوم ہی ہوگا کہ وہاں سارے کرسچینز ہوتے ہیں لیکن میں مسلم ہوں۔ مجھے دراصل آٹھواں سیپارہ چاہئے اگر آپ مجھے دے دیں تو میں پڑھ کر آپ کو واپس کر جاؤں گی''۔

اس نے اس لڑکی بات کافی حیرت سے سنی تھی کیونکہ اسے ایسی کسی فرمائش کی توقع ہی نہیں تھی۔ چند لمحوں کے لئے وہ شش و پنج میں پڑا رہا۔

''اوکے میں دیکھتا ہوں''۔ وہ بالآخر کہہ کر واپس مڑ گیا۔

''پلیز ایک منٹ'' وہ دو قدم ہی چلا تھا کہ دوبارہ اس لڑکی نے اسے آواز دی۔ وہ واپس مڑ آیا۔

''دیکھیں یا تو آپ اس گیٹ کو اندر سے بند کر کے جائیں یا اس کتے کو یہاں سے لے جائیں''۔ اس نے جیک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا جو بڑے اطمینان سے زمین پر بیٹھا ہوا تھا۔

''ایک تیسرا راستہ اور بھی ہو سکتا ہے میں آپ کو اندر کیوں نہ لے جاؤں''۔ وہ بے اختیار بولتے بولتے رکا تھا۔

''یہ کچھ نہیں کہتا''۔ اس نے مسکرا کر اسے تسلی دینے کی کوشش کی تھی۔

''کرتو بہت کچھ سکتا ہے''۔ جواب بہت برجستہ تھا۔ اگرچہ اس لڑکی کی نگاہ ابھی تک کتے پر ہی مرکوز تھی۔

''یہ کرتا بھی کچھ نہیں''۔ اس نے ایک بار پھر مسکرا کر کہا۔

''پھر بھی آپ گیٹ بند کر کے جائیں''۔ وہ ابھی بھی اپنے مطالبے پر قائم تھی۔

''آپ اندر آ جائیں''۔ اس نے بالآخر اسے پیشکش کر ہی دی۔

''نہیں شکریہ آپ بس مجھے سیپارہ لا دیں''۔

اس نے اس لڑکی کے انکار پر کندھے اچکائے اور بنا کچھ کہے گیٹ بند کر کے اندر کی طرف چل دیا۔

وہ اندر آ کر سوچ میں پڑ گیا کہ سیپارہ اسے مل کہاں سکتا ہے۔ بچپن میں بلاشبہ اس نے قرآن پاک پڑھا تھا لیکن اب بہت عرصے سے اس نے کبھی قرآن پاک کی تلاوت ہی نہیں کی تھی۔ غلطی اس کی نہیں تھی وہ پچھلے چھ سات سال سے امریکا میں تھا اور اس سے پہلے جب وہ پاکستان میں تھا تب بھی اس پر والدین کی طرف سے اس قسم کی کوئی پابندی نہیں تھی اور فطری طور پر بھی وہ مذہب سے کچھ دور ہی تھا۔ پھر باہر رہنے سے تو وہ جو سال میں دو بار جیسے تیسے عید کی نماز پڑھ لیتا تھا اس سے بھی گیا تھا۔ اس لئے اب اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ سیپارے یا قرآن پاک کہاں تلاش کرے۔

چند لمحے وہ ایسے ہی پریشانی کے عالم میں کھڑا رہا۔ پھر ایک خیال آنے پر اپنی دادی کے کمرے کی طرف چل دیا۔ اسے یاد آ گیا تھا کہ دادی باقاعدگی سے نماز پڑھتی تھیں اور ان کے کمرے میں یقیناً قرآن پاک بھی ہوگا۔ کمرے میں داخل ہونے کے چند لمحوں تک متلاشی نظروں سے ادھر ادھر دیکھتا رہا پھر تخت پوش کے ساتھ والی الماری کی طرف بڑھ گیا اور الماری کھولتے ہی اس کے سامنے بڑے سلیقے اور نفاست سے رکھے گئے بہت سے سیپارے اور قرآن پاک آ گئے تھے۔ وہ سیپاروں کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے یک دم ٹھٹک گیا۔ بے وضو ہونے کا خیال آنے پر اس نے واش روم جا کر ہاتھ دھوئے۔ پھر واپس آ کر وہ آٹھواں سیپارہ تلاش کرنے لگا۔ لیکن اب مسئلہ یہ تھا کہ سیپاروں کے اوپر عربی اور اردو میں گنتی کے نمبر تھے اور دونوں ہی گنتیاں اس کی سمجھ سے باہر تھیں۔ اس نے کچھ اندازہ کرنے کی کوشش کی آٹھواں سیپارہ کون سا ہو سکتا ہے

لیکن جس مقدس کتاب کو اس نے پچھلے پندرہ سولہ سال سے کھول کر نہیں دیکھا تھا اب اس کے بارے میں کچھ یاد کیسے آ جاتا۔ اس نے ان پاروں کو ویسے ہی رکھ دیا۔

واپس لاؤنج میں آ کر اس نے فریج سے سپرائٹ کا ٹن نکالا اور اسے کھول کر پیتے ہوئے باہر آ گیا۔ جب اس نے گیٹ کھولا تو وہ لڑکی اس کے ہاتھ میں اپنی مطلوبہ چیز کی بجائے سپرائٹ کا ٹن دیکھ کر بہت حیران ہوئی تھی۔

''دیکھیں میں نے سیپارہ تلاش کرنے کی کوشش کی ہے لیکن مجھے وہ نہیں ملا کیونکہ مجھے عربی یا اردو کی گنتی نہیں آتی۔ آپ ایسا کریں کہ خود ہی اندر آ کر مطلوبہ سیپارہ لے لیں''۔ اسے لگا کہ اس کی بات پر لڑکی نے ملامت بھری نظروں سے اسے دیکھا تھا۔ لیکن وہ نظریں چرا کر ایک طرف ہٹ گیا۔

چند لمحے سوچنے کے بعد لڑکی نے اندر قدم رکھ دیا۔ اس نے جیک کو پاؤں سے چھوتے ہوئے اسے جانے کا اشارہ کیا تھا اور وہ اس کے اشارے پر بھاگتا ہوا پھر عقبی لان کی طرف چلا گیا۔ کتے کے جانے پر وہ کافی مطمئن نظر آ رہی تھی۔

وہ اسے اپنی دادی کے کمرے میں لے آیا اور پھر وہیں دروازے پر کھڑا ہو گیا۔

''سامنے والی الماری میں ہیں''۔ اس نے اشارے سے لڑکی کو بتایا تھا اور خود اطمینان سے ٹن کو دوبارہ منہ سے لگا لیا۔ وہ لڑکی الماری کھول کر بڑی احتیاط سے سیپاروں کو دیکھنے لگی تھی۔ وہ دروازے سے ٹیک لگائے سپرائٹ کے سپ لیتا ہوا اس کی کارروائی دیکھتا رہا۔ اسے جلد ہی سیپارہ مل گیا تھا اور باقی سیپاروں کو اسی احتیاط کے ساتھ اس نے واپس رکھ دیا۔ پھر الماری بند کر کے وہ چلتی ہوئی اس کے پاس آئی۔ ایک لمحے کے لئے اس نے اس کے قریب رک کر سیپارے کو سیدھا کیا اور اس کی طرف دیکھے بغیر اس نے اردو میں لکھے ہوئے آٹھ پر انگشت شہادت پھیرتے ہوئے کہا:

''یہ اردو کا آٹھ اور انگلش کا **Eight** ہے''۔

اس نے بے اختیار اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔ وہ اب اس کی طرف ایسے دیکھ رہی تھی جیسے جاننا چاہ رہی ہو کہ وہ اس کی بات سمجھا ہے یا نہیں اس نے بغیر سوچے سمجھے سر ہلا دیا۔

پھر وہ کچھ کہے بغیر بیرونی دروازے کی طرف چلنے لگی۔ دروازہ سے نکلتے ہوئے اس نے

اچانک مڑ کر کہا۔

''میں پڑھنے کے بعد اسے واپس کر جاؤں گی''۔ وہ صرف سر ہلا کر رہ گیا۔

گیٹ بند کر کے جب وہ واپس لوٹا تو وہ مسلسل اس کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ بہت عجیب سا تاثر چھوڑا تھا اس نے اس پر، لیکن جلد ہی وہ اس کے ذہن سے نکل گئی تھی۔

۞ ۞ ۞

وہ فیکٹری جانے کے لئے تیار ہو کر پورچ میں کھڑی گاڑی میں بیٹھ رہا تھا جب بیل ایک بار پھر بجی تھی۔ اسے یک دم اس لڑکی کا خیال آیا تھا اور وہ گاڑی میں بیٹھتے بیٹھتے رک گیا تھا۔ واچ مین اس وقت دروازے پر موجود تھا اس لئے اب کی بار اسے دروازہ کھولنے کے لئے نہیں جانا پڑا۔ وہ وہیں گاڑی کے کھلے دروازے سے بازو ٹکائے گلاسز ہاتھ میں لئے اسے دور سے آتا دیکھتا رہا۔ وہ سیدھی اس کے پاس آئی تھی۔ سیپارہ اس کے طرف بڑھاتے ہوئے اس نے شکریہ ادا کیا تھا۔ پھر جب اس نے سیپارہ پکڑنے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو اس نے اچانک پوچھا۔

''آپ نے وضو کیا ہوا ہے''۔ اس کے سوال کے جواب میں اس نے نفی میں سر ہلا دیا اور اس لڑکی نے سیپارہ پکڑاتے ہوئے یک دم ہاتھ واپس کھینچ لئے تھے۔ اسے بے ساختہ شرمندگی کا احساس ہوا تھا۔

''تو پھر آپ سیپارہ کیوں لے رہے ہیں؟''

اسے لگا کہ اس لڑکی کے لہجے میں ہلکی سی تلخی تھی۔ وہ اس کی بات کا جواب نہیں دے سکا لیکن اس نے بڑی ناگواری سے اسے کہا تھا۔

''آپ ایسا کریں کہ اندر رکھ آئیں ملازم اندر ہے''۔ وہ کہہ کر گاڑی میں بیٹھنے لگا تھا جب اس نے دوبارہ اسے آواز دی۔ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی رک گیا ورنہ اس کا موڈ بری طرح بگڑ چکا تھا۔

''مجھے ایک درخواست کرنی ہے، کیا جتنے دن میں یہاں ہوں کیا آپ کے گھر سے قرآن پاک لے کر پڑھ سکتی ہوں''۔ وہ اسے بس دیکھ کر رہ گیا۔ اس کے لہجے میں چند لمحے پہلے کی ترشی کی بجائے عجیب سی التجا تھی۔

''Why not (کیوں نہیں) لیکن آپ ایسا کریں کہ ایک قرآن پاک لے جائیں اور

جب آپ کو واپس جانا ہو تب آپ واپس کر جائیں''۔ اس نے اس کے سامنے ایک تجویز پیش کی تھی۔

''میں نے یہ سوچا تھا لیکن پھر میری سمجھ میں نہیں آیا کہ میں اسے کہاں رکھوں گی۔ وہاں زیادہ تر غیر مسلم ٹھہرتے ہیں اور وہ ہے بھی ان کا مذہبی مرکز وہاں کپ بورڈ تو ہیں لیکن میں وہاں قرآن پاک رکھنا نہیں چاہتی کیونکہ پتا نہیں پہلے وہاں کیا رکھا گیا ہو۔ میں جانتی ہوں کہ آپ کو تکلیف ہوگی لیکن صرف چند دنوں کی تو بات ہے۔ کم از کم مجھے یہ تسلی تو رہے گی کہ قرآن پاک پاک جگہ پر رکھا گیا ہے''۔

''میں آپ کو پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا بلکہ...... میں تو صرف آپ کی آسانی کے لئے کہہ رہا تھا۔ اگر آپ کو آنے میں کوئی پرابلم نہیں تو ٹھیک ہے آپ جب چاہیں آسکتی ہیں''۔

اس نے بڑے کھلے دل سے اسے آفر کی تھی۔ اس لڑکی نے بڑی ممنونیت سے اسے دیکھا۔ پھر وہ اس کا شکریہ ادا کر کے اندر چلی گئی۔ وہ اسے اندر جاتا دیکھتا رہا۔ چند لمحوں کے بعد وہ اندر سے نکل آئی اور گیٹ کی طرف چل دی۔

''ایکسکیوز می! آپ کا نام کیا ہے؟'' اس نے اسے روکا تھا۔ وہ اس سوال پر کچھ ہچکچائی تھی جیسے وہ جواب نہ دینا چاہ رہی ہو۔

''میرا نام مریم ہے'' بالآخر اس نے کہہ دیا۔

''تھینک یو بس یہی پوچھنا تھا''۔ وہ دوبارہ گیٹ کی طرف چل دی۔ وہ کچھ سوچتے ہوئے اسے جاتے دیکھتا رہا۔

❀ ...... ❀ ...... ❀

اگلے دن وہ تین بجے آئی تھی۔ آج پھر اسے نیند سے اٹھ کر دروازے پر آنا پڑا۔ اگرچہ اسے گیٹ نہیں کھولنا پڑا تھا لیکن لاؤنج کا دروازہ اس نے ہی کھولا تھا کیونکہ ملازم اس وقت سرونٹ کوارٹر میں موجود تھا۔ اور وہ اپنے کمرے میں جانے سے پہلے ڈور لاک کر گیا تھا۔ ملازم کو اس نے کہا تھا کہ شام تک اسے ڈسٹرب نہ کرے۔

کچی نیند سے جاگتے ہی اس کے ذہن میں پہلا خیال یہ آیا تھا کہ شاید ملازم کسی کام سے دوبارہ آیا ہے۔ اسی لئے وہ شرٹ کے بٹن بند کیے بغیر ہی نیچے آ گیا۔ لیکن اب دروازہ کھولنے پر

اس لڑکی کو دیکھ کر نہ صرف اس کا غصہ بھاپ بن کر اڑ گیا تھا بلکہ اسے بے تحاشا شرمندگی بھی ہوئی تھی۔ اس لڑکی نے اسے دیکھتے ہی نظریں جھکا لی تھیں۔

''اوہ آپ ہیں...... اندر آ جائیں۔ دراصل میں سو رہا تھا''۔ اس نے تیزی سے اپنی شرٹ کے بٹن بند کرتے ہوئے جیسے اپنے حلیے کی وضاحت کی تھی۔

''کل تو آپ ساڑھے گیارہ بجے آئی تھیں'' اس نے پوچھا تھا۔ ''ہاں کل سنڈے تھا اس لئے ہمیں جلدی فری کر دیا گیا تھا۔ باقی دنوں میں ہمیں سات سے تین بجے تک کام کرنا ہوتا ہے۔ لیکن شاید میں ٹھیک وقت پر نہیں آئی''۔

''نہیں ایسی کوئی بات نہیں اگر آپ نہیں بھی آتیں تب بھی مجھے کچھ دیر بعد اٹھنا ہی تھا کیونکہ مجھے فیکٹری جانا تھا۔ سو مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوئی''۔

اس نے اس لڑکی کی شرمندگی دور کرنے کے لئے جھوٹ بولا۔

''آپ چاہیں تو کل بھی اسی وقت آ جائیں کیونکہ صبح تو میں فیکٹری ہوتا ہوں کل تو میں سنگاپور سے آیا تھا اس لئے فیکٹری جانے کی بجائے سو گیا تھا''۔

وہ دادی کے کمرے کی طرف جاتے ہوئے اسے تفصیل بتانے لگا۔ اس نے خاموشی سے سر ہلا دیا۔ سیپارہ لینے کے بعد جب وہ کمرے سے نکلی تو اس نے پوچھا۔

''آپ کچھ پینا پسند کریں گی''۔

''نو تھینک یو...... بس مجھے یہی چاہئے تھا''۔

اس لڑکی نے ایک فقرے میں اپنی بات مکمل کی اور دروازے سے باہر نکل گئی۔ تقریباً ایک گھنٹے کے بعد وہ دوبارہ آئی تھی اور اس نے دادی کے کمرے میں جا کر سیپارہ رکھ دیا تھا۔ وہ لاؤنج میں بیٹھ کر ہی اس کا انتظار کرتا رہا تھا اور اس کے واپس جانے کے بعد دوبارہ اپنے کمرے میں جا کر سو گیا تھا۔

پھر یہ جیسے روزمرہ کا معمول بن گیا تھا۔ وہ آتی سیپارہ لیتی وہ اسے چائے کافی کی آفر کرتا' وہ انکار کرتی اور چلی جاتی۔ پھر کچھ دیر بعد واپس آ کر سیپارہ اپنی جگہ پر رکھ دیتی۔ ان دونوں کے درمیان اس سے زیادہ کوئی بات نہیں ہوتی تھی۔ لیکن پتا نہیں کیوں اسے وہ لڑکی اچھی لگی تھی۔

ایسا بالکل نہیں تھا کہ وہ پہلی لڑکی تھی جو اسے اچھی لگی ہو۔ اس کی زندگی میں بہت سی لڑکیاں

آتی رہی تھیں۔ امریکا جانے سے پہلے بھی اس کی بہت سی گرل فرینڈ زرہی تھیں لیکن ان کی دوستی نے کبھی جائز حدود کو کراس نہیں کیا تھا۔ لیکن باہر جا کر ہر دوستی آخری حد پار کرتی رہی تھی اور یہ سب اس کے لئے ایک معمول کی بات بن چکا تھا کیونکہ جس طبقے سے وہ تعلق رکھتا تھا۔ وہاں ان سب باتوں کو غیر معمولی نہیں سمجھا جاتا تھا' یہ ایک عام سی بات تھی۔ پھر اس کے والدین کی طرف سے بھی اس پر کوئی روک ٹوک نہیں تھی اور فطری طور پر بھی وہ لڑکیوں کی کمپنی پسند کرتا تھا۔ اس میں ایک خاص قسم کی روڈنیس نہیں تھی جس نے اس کی اپیل کو بہت بڑھا دیا تھا۔

خوبصورت تو وہ تھا ہی لیکن اپنی خوبصورتی کو استعمال کرنا بھی اچھی طرح سے جانتا تھا۔

امریکا میں بہت سی لڑکیوں کے ساتھ اس کے تعلقات رہے تھے۔ جینیفر تو دو سال تک اسی کے فلیٹ میں رہی تھی اور اس کی فیملی یہ سب جانتی بھی تھی لیکن انہیں اس پر کوئی اعتراض نہیں تھا۔ وہ تین بہنوں کا اکلوتا بھائی تھا اور واحد نرینہ اولاد ہونے کی وجہ سے اسے ہمیشہ ہی بہت اہمیت دی گئی تھی۔ اور اسی لئے وہ بے حد خود سر اور اکھڑ ہو گیا تھا۔ وہ گھر میں کسی سے خاص لگاؤ نہیں رکھتا تھا سوائے اپنے باپ کے...... لیکن ایسا بھی نہیں تھا کہ وہ کسی کی عزت ہی نہ کرتا ہو۔ وہ اپنی ماں اور بہنوں سے ہمیشہ دھیمے لہجے میں ہی بات کرتا تھا۔ یہ اور بات تھی کہ اگر کہیں ان کی کوئی غلطی یا خامی نظر آتی تو وہ صاف صاف کہہ دیا کرتا تھا۔ اسے بناوٹ پسند نہیں تھی نہ اپنے گھر والوں کی نہ دوسروں کی...... سنجیدگی اس کے مزاج کا خاصہ بن چکی تھی اور زندگی کے بارے میں وہ اپنے الگ اور واضح نظریات رکھتا تھا جو قدامت پرست لوگوں کے لئے کافی قابل اعتراض ہو سکتے تھے۔ لیکن بہر حال اس کے طبقے کے لئے نئے نہیں تھے۔

پاکستان واپس آنے کے بعد بھی لڑکیوں میں اس کی دلچسپی ختم نہیں ہوئی تھی۔ یہاں بھی لڑکیوں کے ساتھ اس کی دوستی تھی اور بعض لڑکیوں کے ساتھ یہ دوستی تمام جائز حدود پار کر چکی تھی۔ اسے پاکستان واپس آنے کے بعد امریکا اور یہاں کے ماحول میں کچھ زیادہ فرق محسوس نہیں ہوا تھا۔ بس یہ تھا کہ جو کام وہاں کھلے عام کر سکتا تھا یہاں وہی کام کچھ احتیاط سے کرنا پڑتا تھا۔ لڑکیوں کے ساتھ ایسے تعلقات رکھنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ عورت کی عزت اس کے دل سے یکسر ختم ہو گئی۔ اپنی کلاس کی لڑکیوں کو تو وہ بالکل قابل احترام نہیں سمجھتا تھا اور باقی لڑکیوں کے لئے بھی اس کے خیالات زیادہ مختلف نہیں تھے۔ اور بد قسمتی سے جس لڑکی سے بھی اس کا ٹکراؤ ہوا اس نے اس کے

ان خیالات کو اور مضبوط کیا تھا۔

جب مریم پہلی بار اس کے سامنے آئی تھی تو اس نے اس لئے کوئی کشش محسوس نہیں کی تھی کیونکہ وہ زیادہ خوبصورت نہیں تھی اور نہ ہی وہ عام طور پر لڑکیوں کی طرح بنی سنوری ہوئی تھی۔ لیکن پھر اس سے چند حرکتیں ایسی سرزد ہوئی تھیں کہ وہ اس میں عجیب سی کشش محسوس کرنے لگا تھا۔ اس کا دل چاہنے لگا تھا کہ وہ اسے اس چادر سے باہر بھی دیکھے جو وہ اپنے اردگرد لپیٹے رکھتی تھی۔ ایک عجیب سا انس اسے مریم سے ہو گیا تھا لیکن بہر حال یہ محبت نہیں تھی۔

پھر ایک دن وہ نہیں آئی۔ وہ شام تک لاشعوری طور پر اس کا انتظار کرتا رہا۔ ایک عجیب سی بے چینی اسے لاحق ہو گئی تھی۔ اسی بے چینی میں وہ ساتھ والی عمارت کے سامنے ایک چکر بھی لگا آیا جہاں وہ مقیم تھی اور جہاں اس وقت مکمل سکوت تھا۔

شام کو وہ حسب معمول جاگنگ کے لئے ماڈل ٹاؤن پارک چلا آیا۔ جاگنگ ٹریک پر دوسرے چکر میں اس نے کچھ دور گھاس پر بیٹھی جس لڑکی کو دیکھا تھا وہ مریم ہی تھی۔ اس کے ساتھ چند لڑکیاں اور بھی تھیں اور وہ سب کچھ کھانے میں مشغول تھیں۔ اپنے ساتھ جاگنگ کرتی سارہ کا ساتھ اسے ایک دم زہر لگنے لگا تھا اور وہ اس سے پیچھا چھڑانے کا سوچنے لگا۔ ٹریک کا دوسرا چکر لگاتے ہی اس نے سارہ سے معذرت کر لی تھی کہ اب وہ اکیلا بھاگنا چاہتا ہے اور وہ اس کے اس اچانک بدلے ہوئے رویے پر ہکا بکا رہ گئی تھی۔

تیسرے چکر میں وہ بھاگتے ہوئے اس جگہ کی طرف آ گیا تھا جہاں اس نے مریم کو کچھ دیر پہلے بیٹھے ہوئے دیکھا تھا۔ یہ دیکھ کر اس نے سکون کی سانس لی کہ وہ وہیں بیٹھی ہوئی تھی بلکہ اب اس کے پاس وہ لڑکیاں بھی نہیں تھیں۔ وہ ٹریک چھوڑ کر اس کی طرف چلا آیا۔

قدموں کی آہٹ پر مریم نے اس کی طرف دیکھا تھا اور شناسائی کی چمک اس کی آنکھوں میں لہرائی، پاپ کارن کھاتے ہوئے اس نے اپنی چادر کو ٹھیک کیا تھا۔

''ہیلو آج آپ کیوں نہیں آئیں'' اس نے چھوٹتے ہی پوچھا تھا۔

''میں آئی تھی لیکن آپ اس وقت گھر پر نہیں تھا۔ آج سنڈے تھا نا اس لئے میں صبح دس گیارہ بجے آپ کے گھر گئی تھی اس وقت ملازم وہاں پر تھا'' اس نے وضاحت کی اور اس نے بے اختیار اپنا نچلا ہونٹ بھینچا تھا۔ چند لمحوں تک دونوں کے درمیان مزید کوئی بات چیت نہیں ہوئی

لیکن پھراس نے دوبارہ گفتگو کا سلسلہ جوڑنے کی کوشش کی تھی۔

''کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں؟''

اس کے چہرے کا اضطراب اس کی آنکھوں سے پوشیدہ نہیں رہ سکا۔اس نے نظریں جھکا کر جھجکتے ہوئے کہا۔

''دیکھیں میں یہاں اپنے سکول کی ٹیچرز کے ساتھ آئی ہوں اور وہ کسی کام سے گئی ہیں بس چند لمحے تک آ ہی جائیں گی۔اگر آپ یہاں بیٹھیں گے تو یہ مناسب نہیں ہوگا''۔

وہ اس کی بات پر چپ سا ہو گیا تھا۔

''آپ نے مائنڈ تو نہیں کیا'' مریم نے اس کی خاموشی پر سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔

''اوہ نو کوئی بات نہیں میں دراصل آپ سے یہ پوچھنا چاہ رہا تھا کہ آپ اور کب تک یہاں ہیں۔میرا مطلب ہے لاہور میں......؟''

''بس ایک ہفتہ اور''۔

''او کے تھینک یو Have a nice time''۔

وہ کہتا ہوا دوبارہ جاگنگ ٹریک کی طرف مڑ گیا تھا۔وہ اسے جاتا دیکھتی رہی۔بلاشبہ وہ بہت خوبصورت تھا۔اب وہ جاگنگ ٹریک پر بھاگنے لگا تھا۔وہ غیرارادی طور پر اسے دور جاتے دیکھتی رہی۔ہاف بازوؤں والی سفید ٹی شرٹ اور بلیک ٹراؤزر میں کھلے گریبان کے ساتھ وہ بہت دلکش لگ رہا تھا۔اس کی آنکھوں میں اس کے لئے رشک تھا۔

اس شام ٹریک پر بھاگتے ہوئے اس کی سوچ کا محور وہ لڑکی ہی رہی تھی۔وہ اسے سمجھ نہیں پایا تھا اور اسے یہ بھی پتا نہیں چل رہا تھا کہ کیا اس کی کشش میں کچھ کمی آ گئی تھی کہ وہ اسے اپنی طرف متوجہ کرنے میں یوں ناکام ہو گیا تھا۔اسے کبھی بھی لڑکیوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے کوشش نہیں کرنی پڑی تھی۔لیکن پہلی دفعہ اس کے سامنے ایک ایسی لڑکی آ گئی تھی جسے وہ لاشعوری اور غیرارادی طور پر اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

اگلے دن وہ پھر سہ پہر کو ہی آئی تھی۔وہ بمشکل سیڑھیوں سے نیچے اتر کر دروازہ کھولنے آیا تھا۔دروازہ کھول کر اس نے اسے راستہ دیا اور خود لاؤنج کی ایک چیئر کھینچ کر وہیں بیٹھ گیا۔اس دن وہ پہلے کی طرح اس کے ساتھ دادی کے کمرے میں نہیں گیا تھا۔اسے پاؤں میں شدید درد محسوس

ہو رہا تھا۔ آنکھیں بند کیے کرسی پر جھولتے ہوئے اس نے اچانک مریم کی آواز سنی تھی۔

''ارے آپ کے پاؤں کو کیا ہو گیا'' اس نے واپسی پر اس کے پاؤں پر بندھی ہوئی پٹی پر نظر پڑتے ہی پوچھا تھا۔ اس نے اس کی آواز پر آنکھیں کھول دیں۔ مریم نے اب غور سے اس کا چہرہ دیکھا تھا جو بہت زرد تھا شاید اسے بخار بھی تھا۔

''nothing serious بلاوجہ ہی کل رات کو میں لان میں پھر رہا تھا کسی insect (کیڑے) نے کاٹ لیا''۔

وہ بے اختیار اس کے قریب چلی آئی...... پر تاسف نظروں سے اس کے پاؤں کا جائزہ لیتے ہوئے اس نے کہا۔

''پاؤں سوج گیا ہے نا......؟''

''ہاں کافی زیادہ...... میں ایسے ردعمل کی توقع نہیں کر رہا تھا پھر اوپر سے بخار بھی ہو گیا ہے''

وہ واقعی کافی تکلیف میں اور تھکا ہوا تھا۔

''میں آپ کو کچھ لکھ کر دیتی ہوں آپ اسے پانی میں ڈال کر اس وقت تک پانی پیتے رہیں جب تک کہ پاؤں ٹھیک نہیں ہو جاتا''۔

''what؟''

وہ اس کی پیشکش پر بری طرح حیران ہوا تھا۔

''آپ ایسا کیا لکھیں گی جسے پی کر میں ٹھیک ہو جاؤں گا''۔

''آپ گھبرائیں نہیں میں آپ کو کچھ قرآنی آیات لکھ کر دوں گی اس کاغذ کو پانی میں بھگو کر پینے سے آپ بالکل ٹھیک ہو جائیں گے۔ یہ بھی ایک طریقہ علاج ہے''۔

مریم نے جیسے اسے قائل کرنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن اس نے بڑی غیر دلچسپی سے اس کی بات سنی اور بڑی بے رخی سے اس پیشکش کو ٹھکرایا۔

''تھینک یو اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں ڈاکٹر سے بینڈیج کروا چکا ہوں اور کچھ میڈیسن بھی لی ہے۔ امید ہے شام تک میں ٹھیک ہو جاؤں گا۔ ویسے بھی میں اس قسم کی چیزوں پر believe نہیں کرتا''۔

اس کے لہجے میں وہی فطری اکھڑپن تھا لیکن اس نے برا مانے بغیر کہا:

''پتا ہے پچھلے سال میرے ہاتھ پر بھی کسی کیڑے نے کاٹ لیا تھا'' اس نے اپنی کلائی اس کے آگے کی تھی جس پر ایک مدھم سا نشان تھا۔

''میرا تو پورا بازو کہنی تک سوج گیا تھا اور ٹھیک ہونے کو ہی نہیں آ رہا تھا۔ میں نے بھی بہت سے ڈاکٹرز کو دکھایا تھا۔ پھر کسی نے مجھے آیات لکھ کر دی تھیں اور میں وہی پانی پی کر ٹھیک ہوگئی تھی۔ بعد میں تو مجھے کسی میڈیسن کی ضرورت بھی نہیں پڑی''۔

وہ بڑے رسان سے اسے بتا رہی تھی اور وہ اتنا ہی اکتایا ہوا بیٹھا تھا۔ اس لئے فوراً بول اٹھا۔

''آپ نے کسی کوالیفائیڈ ڈاکٹر کو نہیں دکھایا ہوگا اسی لئے ٹھیک ہونے میں اتنی دیر لگی''۔

ایک لحہ کے لئے وہ چپ رہی تھی اور پھر اس کے چہرے پر خفگی کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

''جی نہیں...... میں نے کوالیفائیڈ ڈاکٹروں کو ہی دکھایا تھا۔ دنیا میں یہ سہولت صرف آپ ہی کو میسر نہیں ہے اور بھی بہت سے لوگ ہیں''۔ یک دم وہ اسی پرانے تکلف کے ماحول میں سمٹ گئی تھی۔ مزید کچھ کہے بغیر اس نے بیرونی دروازے کی طرف قدم بڑھا دیا۔ اور اسے عجیب سا پچھتاوا ہوا تھا۔ اس کی خفگی اسے بے حد عجیب اور بے حد اچھی لگی تھی۔

''آپ تو ناراض ہو گئیں...... میں نے تو ایسے ہی کہہ دیا تھا۔ بہت سے ڈاکٹرز ٹھیک طرح سے ایسی چیزوں کو ٹریٹ نہیں کر پاتے you know یہ کوئی اتنی کامن چیز نہیں ہے''۔

مریم نے چند لمحوں کے لئے رک کر اسے دیکھا اور پھر دروازے کی طرف قدم بڑھا دیئے۔ صاف لگ رہا تھا کہ اس نے اس کی وضاحت تسلیم نہیں کی تھی۔

''دیکھیں آپ کیا مجھے وہ verses (آیات) لکھ کر نہیں دیں گی'' اس بار وہ بے اختیار رک گئی تھی اور اس کی طرف مڑ کر اس نے پوچھا:

''لیکن آپ تو ایسی چیزوں پر یقین ہی نہیں کرتے''۔

''ہاں کرتا تو نہیں but let's try ہو سکتا ہے آپ ٹھیک کہہ رہی ہوں۔ آخر آپ نے اسے پرسنلی آزمایا ہے''۔

اس نے یہ بات صرف اسے خوش کرنے کے لئے کہی تھی ورنہ وہ مکمل طور پر غیر سنجیدہ تھا۔ اور حسب توقع وہ خوش ہوگئی تھی۔

''اچھا ٹھیک ہے میں لکھ دیتی ہوں...... میں اس سیپارے کو کہاں رکھوں؟''

اس نے بک شیلف کی طرف اشارہ کیا۔

''اسے وہاں رکھ دو''۔

''پیپر اور پین کہاں ملے گا؟'' یہ اس کا اگلا سوال تھا۔

''فون کے پاس جو کٹ ہے اس میں دیکھ لو'' اس نے اسی طرح چیئر پر بیٹھے بیٹھے ہدایات دیں۔ وہ وہاں سے پیپر اور پین لے کر اس کے پاس چلی گئی اور لاؤنج کے ٹیبل کے قریب کارپٹ پر بیٹھ گئی۔

''آپ یہاں کیوں بیٹھی ہیں' وہاں صوفہ پر بیٹھ جائیں''۔ اس نے مریم کو کارپٹ پر بیٹھتے دیکھ کر کہا۔ اب اسے اس ساری مصروفیات میں دلچسپی محسوس ہو رہی تھی۔

''نہیں...... میں یہاں ٹھیک ہوں'' اس نے اس کی طرف دیکھے بغیر جواب دے کر ڈائری ٹیبل پر رکھ دی اور پھر گھٹنوں کے بل بیٹھ کر ایک ہاتھ ڈائری پر جمائے اور ٹیبل پر جھک کر بڑی احتیاط سے کچھ لکھنے لگی۔ اسے یہ پوز بہت دلچسپ لگا تھا۔ اس وقت وہ ایک ایسے سٹوڈنٹ کی طرح لگ رہی تھی جو سالانہ امتحان میں پرچہ سوالات دیکھ کر بڑی سنجیدگی سے اسے حل کرنے کی فکر میں ہوتا ہے۔ وہ لکھنے کے ساتھ کچھ پڑھ بھی رہی تھی۔ اور وہ بڑی دلچسپی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ چند منٹ پہلے کا ناقابل برداشت درد اب جیسے ختم ہو گیا تھا۔ پھر اچانک اس نے اس کی خاموشی توڑنے کے لئے پوچھا۔

''آپ لکھ کیا رہی ہیں......'' جواب میں اس نے سر اٹھا کر اس طرح منہ میں کچھ پڑھتے ہوئے اس کی طرف دیکھ کر ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا تھا اور دوبارہ کاغذ کی طرف متوجہ ہو گئی۔ وہ جیسے دھک سے رہ گیا تھا۔ اس کے لبوں سے مسکراہٹ غائب ہو گئی تھی۔ کچھ عجیب سی بات تھی اس لڑکی میں جسے وہ سمجھ نہیں پایا تھا۔ اسے اس وقت وہ بہت عجیب سی چیز لگی تھی۔ بے اختیار اس کا دل چاہا تھا کہ وہ ہمیشہ یونہی اس کے سامنے رہے۔ ایسا کب ہوا تھا کہ اس نے کسی کی ناراضگی دور کرنے کی کوشش کی ہو۔ ایسا کب ہوا تھا کہ اس نے کسی سے اتنی نرمی برتی ہو۔ لیکن اس وقت وہ بے اختیار یہ سب کر رہا تھا۔ شاید وہ وقت ہی کچھ انہونیوں کا تھا۔

چند منٹوں کے بعد اس نے اپنا کام ختم کر دیا۔ پھر کاغذ پر پھونک مارتے ہوئے اسے تہ کرنے لگی۔ پھر وہ کارپٹ سے اٹھ کر اس کی طرف آئی تھی۔

''آپ وضو کر کے اسے پانی کی بوتل میں ڈال لیں اور جب بھی پیاس لگے وہی پانی پییں۔ جب پانی ختم ہو جائے تو بوتل میں اور پانی بھر لیں''۔

''دیکھیں میں نے اس وقت وضو نہیں کیا اور نہ ہی مجھے وضو کرنا آتا ہے'' بڑے اسٹریٹ فارورڈ سے انداز میں اس نے مریم سے کہا تھا۔ اس نے اس کی بات پر کاغذ والا ہاتھ واپس کھینچ لیا تھا۔

''دوسری بات یہ کہ میں یہاں کا پانی نہیں پیتا ہوں کیونکہ وہ مجھے سوٹ نہیں کرتا۔ میں یا تو ڈسٹلڈ واٹر پیتا ہوں یا منرل، اب آپ بتا دیں کہ اسے کون سے پانی میں ڈال کر پیوں۔ بلکہ آپ ایسا کریں کہ کچن میں چلیں وہاں پانی کی باٹلز ہیں آپ خود ہی ان میں ڈال دیں''۔

وہ اٹھتے ہوئے بولا تھا۔ مریم خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔ آہستہ آہستہ لنگڑاتے ہوئے وہ اسے کچن میں لے آیا۔ وہ خاموشی سے اس کے پیچھے چل رہی تھی۔ کچن کی لائٹ جلا کر اس نے ریفریجریٹر کھولا اور اس میں سے منرل واٹر کی ایک بوتل نکال کر اس کی طرف بڑھا دی۔ مریم نے بوتل لے کر اس کی سیل توڑی اور اسے کھول کر وہ کاغذ اس میں ڈال دیا پھر بوتل بند کر کے ایک دفعہ اسے ہلایا اور واپس اس کی طرف بڑھا دی۔ وہ اتنی دیر میں ریفریجریٹر سے جوس کے دو پیک برآمد کر چکا تھا۔

''آپ نے میرے لئے اتنا وقت ضائع کیا ہے تو پلیز تھوڑی دیر اور بیٹھ جائیں اور جوس پی کر جائیں''۔

''نہیں تھینک یو مجھے اب جانا ہے بہت دیر ہو گئی ہے''۔ اس نے کچن سے قدم باہر بڑھا دیئے۔ وہ بھی اس کے پیچھے باہر نکل آیا۔ بوتل کو کھول کر وہ پانی کے چند گھونٹ لے رہا تھا جب اس کے آگے آگے چلتی ہوئی مریم کچھ کہنے کے لئے مڑی تھی اور اسے یوں پانی پیتے دیکھ کر ناگواری کی ایک لہر اس کے چہرے پر نمودار ہوئی تھی۔

''اس کو اس طرح تو نہیں پیتے'' کافی خفگی سے اسے ٹوکا گیا۔ وہ بوتل بند کرتے کرتے رک گیا۔

''تو کیسے پیتے ہیں؟'' چند لمحے وہ اس کے سوال پر اسے گھورتی رہی پھر مڑ کر کچن میں چلی گئی وہ اس کے پیچھے آیا تھا۔ گلاس اسٹینڈ سے اس نے ایک گلاس لیا اور اس کے قریب چلی آئی۔

''یہ بائل مجھے دیں'' اس نے خاموشی سے بوتل اس کی طرف بڑھا دی۔ اس نے ڈائننگ ٹیبل پر گلاس رکھ کر اس میں پانی انڈیلا۔ گلاس کو آدھا بھرنے کے بعد اس نے ایک کرسی کھینچی اور اسے مخاطب کیا۔

''اب آپ یہاں بیٹھ کر بسم اللہ پڑھ کر یہ دعا کریں کہ اللہ مجھے اس تکلیف اور آزمائش سے نجات دے اور پھر یہ پانی تین گھونٹ میں پی لیں'' ۔ وہ اس کے کہنے پر چیئر پر بیٹھ گیا لیکن بسم اللہ نہیں پڑھ سکا۔ وہ شاید سمجھ گئی تھی اس لئے اس نے اسے بسم اللہ پڑھ کر سنائی تھی۔ جھجکتے ہوئے اس نے بھی بسم اللہ پڑھ لی تھی اور اچانک اسے پتا چلا تھا کہ وہ بسم اللہ بھی بھول چکا تھا۔ پھر اسی کے ساتھ ساتھ وہ دعا دہرائی تھی۔

''اب آپ دائیں ہاتھ سے گلاس پکڑ کر آہستہ آہستہ پانی پی لیں'' وہ اس کے پاس کھڑی اسے انسٹرکشنز دے رہی تھی اور وہ کسی معمول کی طرح ان پر عمل کر رہا تھا۔

''یہ کوئی عام پانی یا مشروب نہیں ہے جسے آپ چلتے پھرتے ایسے ہی پیتے رہیں۔ اسے پینے کے کچھ آداب ہیں...... اور اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ واقعی ٹھیک ہو جائیں تو اسے اس طرح پیا کریں جیسے میں نے بتایا ہے ورنہ آپ کا پاؤں ٹھیک نہیں ہوگا'' ۔

اس نے جیسے اسے ڈرایا تھا۔ پھر وہ لاؤنج میں چلی آئی اور اپنا سیپارہ لے کر چلی گئی۔ وہ واپس کمرے میں جانے کی بجائے وہیں لاؤنج میں چلا آیا۔ واپس کمرے میں جاتا تو تھوڑی دیر بعد جب وہ سیپارہ واپس کرنے آتی تو اسے دوبارہ نیچے آنا پڑتا اور وہ اس ڈرل کا متحمل نہیں ہو سکتا تھا اسی لئے اس کے انتظار میں وہیں بیٹھ گیا۔

وہ تقریباً ایک گھنٹے بعد واپس آئی تھی اور اسے دیکھتے ہی اس نے بڑے اشتیاق سے پوچھا:

''اب آپ کو کیسا محسوس ہو رہا ہے'' ۔

''ویل...... مجھے تو کوئی فرق محسوس نہیں ہوا...... ابھی تک ویسے ہی درد ہے'' ۔

بڑی صاف گوئی سے اس نے جواب دیا تھا۔

''اچھا......'' وہ جیسے بجھ گئی تھی پھر شاید اس نے اس سے زیادہ خود کو تسلی دی تھی۔

''کوئی بات نہیں اتنی جلدی درد ٹھیک نہیں ہو سکتا نا...... ابھی تو تھوڑا سا وقت ہی گزرا ہے'' ۔

پھر وہ سیپارہ اندر رکھ کر واپس چلی گئی۔ اس کے جانے کے بعد اس نے لاؤنج کا درواز

لاک کیا اور اوپر کے کمرے میں جانے سے پہلے پتا نہیں کیا سوچ کر وہ بوتل بھی اپنے کمرے میں لے آیا تھا۔ بوتل کو روم ریفریجریٹر میں رکھنے کے بعد وہ بیڈ پر لیٹ گیا۔ مریم کے بارے میں سوچتے سوچتے اس کی آنکھ لگ گئی تھی۔

دوبارہ جب وہ بیدار ہوا تھا تو اس وقت کافی شام ہو چکی تھی۔ کمرے میں مکمل اندھیرا تھا۔ اس نے رسٹ واچ اٹھا کر ٹائم دیکھا شام کے ساڑھے سات بجے تھے اور وہ پچھلے چار گھنٹوں سے بے خبر سو رہا تھا۔ بیڈ پر اٹھ کر بیٹھتے ہی پہلا خیال اسے پاؤں کا آیا تھا جسے اس نے ہلایا تھا تو درد کی ایک لہر سی محسوس ہوئی تھی۔ لیکن بہرحال اب اسے پہلے کی طرح پاؤں میں مسلسل درد نہیں ہو رہا تھا۔ اسے صرف اس وقت درد محسوس ہوتا جب وہ پاؤں کو تیزی سے حرکت دیتا۔ یہ چیز اس کے لئے کافی خوش آئند تھی۔ ورنہ پچھلی پوری رات پیر کو حرکت نہ دینے کے باوجود وہ درد سے بے قرار تھا اور اسی وجہ سے وہ سلیپنگ پلز لینے کے باوجود بھی ٹھیک طرح سے نہیں سو سکا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ صبح اسے ہلکا ہلکا بخار ہونا شروع ہو گیا تھا لیکن اس وقت اس بخار کا کہیں نام و نشان بھی نہیں تھا۔

اس نے لائٹ آن کی اور اپنے پیر کا معائنہ کرنے لگا۔ اسے ایسا لگا تھا جیسے پاؤں کی سوجن بھی کچھ کم ہو گئی تھی...... اور یہ چیز بڑی مسرت آمیز تھی۔ پاؤں پر پلاسٹک بیگ چڑھا کر اس نے باتھ لیا تھا اور بہت پرسکون حالت میں نیچے آ گیا۔ ڈیڈی اس وقت گھر آ چکے تھے۔ اسے دیکھتے ہی انہوں نے اس سے پاؤں کے بارے میں دریافت کیا تھا اور اس نے انہیں مطمئن کر دیا تھا۔ وہ اس وقت اپنے ڈیڈی کے ساتھ ڈنر کر رہا تھا جب ڈاکٹر اسے دیکھنے کے لئے آیا تھا۔ اس کے پاؤں کا معائنہ کرنے کے بعد وہ کافی مطمئن ہو گیا تھا اور اسے ایک انجکشن اور چند مزید میڈیسنز دے کر چلا گیا۔

ڈنر کے بعد وہ کچھ دیر تک باپ کے ساتھ کاروباری معاملات پر گفتگو کرنے کے بعد دوبارہ اوپر اپنے کمرے میں چلا آیا۔ دادی دوسرے چچا کے پاس رہنے گئی ہوئی تھیں اور اس کی ممی اس کی بہنوں کے ساتھ امریکا اپنے میکے گئی ہوئی تھیں۔ اس لئے گھر میں بالکل سکوت تھا۔ لیکن جب وہ گھر میں موجود ہوتی تھیں تب بھی وہ اپنا زیادہ وقت ان کے ساتھ گزارنے کی بجائے اپنے کمرے میں گزارنا بہتر سمجھتا تھا۔

اس وقت بھی اس نے کمرے میں آ کر ٹی وی آن کر لیا تھا۔ بیڈ پر لیٹنے سے پہلے اس نے

جب میڈیسن لینے کے لئے گلاس میں پانی ڈالا تو اسے اس پانی کا خیال آیا تھا لیکن اس نے لاپرواہی سے اس خیال کو ذہن سے جھٹک دیا۔ اسے قطعاً بھی یقین نہیں تھا کہ اسے وقتی طور پر جو آرام آیا ہے اس میں اس پانی کا کوئی ہاتھ ہو سکتا ہے بلکہ اسے یقین تھا کہ یہ ڈاکٹر کے ٹریٹمنٹ کا نتیجہ ہے۔ اب وہ دوپہر کے واقعات کے بارے میں بھی نہیں سوچ رہا تھا۔ اس نے اپنی چند گرل فرینڈز سے فون پر بات کی اور پھر اپنے سب سے کلوز فرینڈ کو کال کر کے اس سے باتیں کرنے لگا۔ کافی دیر اس سے باتیں کرتے رہنے کے بعد وہ مووی چینل پر آنے والی فلم دیکھنے میں مصروف ہو گیا تھا۔

فلم دیکھتے ہوئے اسے ابھی آدھ گھنٹہ ہی ہوا تھا کہ اچانک اسے اپنے پاؤں میں درد کی لہریں سی اٹھتی محسوس ہوئی تھیں۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گیا اور پاؤں کو غور سے دیکھنے لگا جس کی ظاہری حالت میں اسے کوئی تبدیلی نظر نہیں آئی تھی لیکن درد میں بے حد اضافہ ہو گیا تھا۔ کچھ دیر گزرنے پر درد کی شدت میں بھی اضافہ ہو گیا تھا۔ وہ اٹھ کر دوبارہ بیڈ پر بیٹھ گیا۔ اس نے درد کم کرنے کے لئے ایک پین کلر لی لیکن درد میں کمی ہونے کی بجائے اضافہ ہی ہوتا گیا تھا۔ اس نے کچھ دیر بعد ڈاکٹر کو کال کیا اور اس کی انسٹرکشنز کے مطابق اور ٹیبلٹس لیں لیکن نتیجہ اب بھی وہی تھا۔ کل رات کی نسبت آج اسے زیادہ درد محسوس ہو رہا تھا۔

کچھ دیر بعد اس نے اپنا پاؤں دیکھا اور جیسے دھک سے رہ گیا تھا۔ پاؤں میں کہیں کہیں سرخی مائل نیلے دھبے نظر آ رہے تھے۔ اسی بے چینی میں اسے اس پانی کی بوتل کا خیال آیا تھا اور جانے کیا سوچ کر وہ بمشکل پاؤں گھسیٹتا ہوا فریج کے پاس گیا اور اس لڑکی کی ہدایات کے مطابق اس نے پانی نکال کر پی لیا۔ پھر وہ واپس بیڈ پر آ کر لیٹ گیا۔ درد ضبط کرتے ہوئے وہ تقریباً آدھ گھنٹہ تک اسی طرح پاؤں کو حرکت دیئے بغیر لیٹا رہا۔ پھر اچانک اسے محسوس ہونے لگا کہ درد کم ہوتا جا رہا ہے۔ اس نے ایک بار پھر اٹھ کر اپنے پاؤں کا جائزہ لیا۔ اس پر ابھی بھی دھبے نظر آ رہے تھے لیکن اب پہلے کی طرح درد نہیں ہو رہا تھا۔ ایک بار پھر اس نے ریفریجریٹر سے پانی نکال کر پیا اور پھر بیڈ پر سونے کے لئے لیٹ گیا۔ اس بار درد اتنا کم ہو چکا تھا کہ اسے بستر پر لیٹتے ہی کچھ دیر بعد نیند آنے لگی۔

صبح دیر سے اس کی آنکھ کھلی تھی۔ اس وقت دس بجے تھے اور پاؤں کو دیکھتے ہی ایک اطمینان

کا سانس اس نے لیا تھا۔ جو دھبے رات کو اس کے پاؤں پر نظر آئے تھے اب وہ کہیں بھی نہیں تھے۔ یہ دیکھ کر تو اس کی خوشی کی انتہا نہیں رہی تھی کہ وہ پاؤں پر وزن ڈال کر کھڑا ہونے کے قابل ہو گیا تھا ورنہ پہلے وہ صرف پاؤں کو زمین پر ہلکا سا ٹکا کر ہی کھڑا ہو سکتا تھا۔ تکلیف سے چھٹکارا پا کر اسے یقیناً خوشی ہو رہی تھی لیکن وہ یہ سمجھنے سے قاصر تھا کہ درد سے نجات دلانے میں کس کا ہاتھ تھا...... پانی کا یا میڈیسنز کا۔ رات کو پانی پینے کے باوجود بھی ابھی اسے یہ یقین نہیں ہو رہا تھا کہ واقعی اس پانی کو پینے سے ہی اسے درد سے نجات حاصل ہوئی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ جب وہ آئی تھی اور اس نے پاؤں کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے کہہ دیا۔

''بہت حد تک ٹھیک ہے بٹ ٹو بی ویری فرینک مجھے سمجھ نہیں آ رہا کہ آپ کے دیئے ہوئے پانی کا کمال ہے یا پھر ڈاکٹر کی میڈیسنز کا''۔

''اس کا ایک حل یہ ہو سکتا ہے کہ آپ میڈیسن لینا چھوڑ دیں آپ کو خود ہی پتا چل جائے گا کہ یہ پانی کا اثر ہے یا میڈیسن کا......'' وہ اس کی بات پر مسکرانے لگا۔

''اچھا چلو یہ بھی کر کے دیکھ لیتا ہوں'' پھر اس نے اگلے دو دن میڈیسن نہیں لی اور صرف پانی ہی پیتا رہا اور نتیجہ حیران کن تھا۔ چوتھے دن اس کا پاؤں بالکل ٹھیک ہو چکا تھا۔ اب اسے چلنے پھرنے میں کسی دشواری کا سامنا نہیں ہوتا تھا اور زخم کو صرف دبانے پر ہی اس میں ہلکا سا درد محسوس ہوتا تھا ورنہ پاؤں بالکل ٹھیک تھا۔ لیکن بہرحال اسے یہ یقین اب بھی نہیں آیا تھا کہ وہ صرف پانی کی وجہ سے صحت مند ہو گیا ہے۔ اسے لگتا تھا کہ شروع میں اس نے جو میڈیسن لی تھی شاید یہ سب اس کا اثر ہے لیکن بہرحال یہ بات اس نے مریم کے سامنے نہیں کی اور اس کے سامنے یہی ظاہر کیا کہ جیسے اسے بھی اس پانی کی کرامت پر یقین آ گیا تھا۔ پاؤں ٹھیک ہوتے ہی وہ پھر اپنی سرگرمیوں کی طرف لوٹ آیا تھا۔

ہفتہ کا دن تھا اور رات کو سونے کے لئے لیٹتے ہوئے اسے اچھی طرح یاد تھا کہ صبح اتوار ہے اور وہ جلدی آئے گی اس لئے اس نے آفس دیر سے جانے کا فیصلہ کر لیا۔ صبح جب وہ آئی تھی تو بہت خوش نظر آ رہی تھی۔ اس نے حسب معمول اسے چائے کافی کی آفر کی تھی اور حسب معمول مریم نے آفر ٹھکرا دی تھی۔ جب وہ سیپارہ واپس کرنے آئی تو وہ لاؤنج میں ٹی وی آن کئے بیٹھا تھا۔ سیپارہ اندر رکھ کر وہ واپس آئی تھی اور اس نے کہا تھا۔

''میں نے آپ کو بہت ڈسٹرب کیا لیکن بس آج آخری دن تھا...... کل ہم لوگ واپس چلے جائیں گے''۔

اس کے چہرے کی مسکراہٹ ختم ہوگئی تھی۔

''آپ لوگ کل جارہے ہیں......؟'' اس کے سوال پر اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

''کیا آپ مجھے اپنا فون نمبر یا ایڈریس دیں گی'' وہ اس کی بات پر حیران ہوگئی تھی۔

''وہ کیوں......؟'' وہ اس کی بات کا مناسب جواب نہیں دے پایا بس کندھے اچکاتے ہوئے اس نے کہا:

''نہیں ایسے ہی''۔

''میں اس کی ضرورت محسوس نہیں کرتی۔'' اسے بڑی سختی سے جواب دیا گیا تھا۔ وہ بس اس کا منہ دیکھ کر رہ گیا۔

''اچھا ایک منٹ ٹھہر جائیں'' وہ یہ کہہ کر تیزی سے اندر چلا گیا اور وہ حیرانگی سے اسے جاتا دیکھتی رہی۔ پھر جتنی تیزی سے وہ اوپر گیا تھا اتنی ہی تیزی سے واپس آ گیا۔

''یہ آپ کے لئے ہے'' اس نے ایک پیکٹ اس کی طرف بڑھایا تھا۔ وہ بوکھلا کر پیچھے ہٹ گئی۔

''کیوں؟''

''اس لئے کہ آپ نے میرا پاؤں ٹھیک کیا تھا اور اس لئے بھی کہ میں آپ سے فرینڈ شپ کرنا چاہتا ہوں اور اس لئے بھی کہ مجھے آپ اچھی لگی ہیں''۔

وہ اس کے تاثرات سے بے خبر کہتا جارہا تھا اور وہ جیسے غصے سے پاگل ہو رہی تھی۔ اس نے یک دم پیکٹ اس کے ہاتھ سے کھینچ کر زور سے دیوار پر دے مارا تھا۔

''آپ نے مجھے بہت غلط سمجھا ہے۔ میں تو صرف قرآن پاک لینے کے لئے آپ کے گھر آتی تھی اور آپ......''

وہ اپنی بات ادھوری چھوڑ کر غصے میں دروازے کی طرف چل پڑی۔

''مریم آپ بھی مجھے غلط سمجھ رہی ہیں'' وہ ایک دم اس کے سامنے آ گیا تھا۔

''آپ مجھ سے ناراض تو نہیں ہیں...... یہ تو صرف ایک گڈول گفٹ تھا اور کچھ نہیں، بلکہ میں

پھر بھی ایکسکیوز کرتا ہوں۔ آپ مجھے غلط نہ سمجھیں۔ بہت عرصے کے بعد کسی نے میرے سامنے اس طرح مذہب پر یقین ظاہر کیا ہے جو نیچر لی مجھے اچھا لگا ورنہ اور کوئی بات نہیں ہے''۔

وہ وضاحتیں پیش کر رہا تھا اور اس کا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ رہا تھا۔ اب اسے افسوس ہو رہا تھا کہ شاید اس نے اس کے ساتھ زیادتی کی تھی۔ اسے اب یاد آ رہا تھا کہ پچھلے پندرہ دن سے وہ اس سے کتنے مہذبانہ انداز میں پیش آ تا رہا تھا۔

''مجھے بھی افسوس ہے کہ میں نے آپ کو غلط سمجھا۔ بس مجھے ایسے ہی غصہ آ گیا تھا۔ آپ نے تو واقعی ہمیشہ اسی طرح میری عزت اور مدد کی ہے''۔

مریم نے کھلے دل سے اس سے معذرت کی تھی' شرمندگی کے تاثرات اس کے چہرے پر نمایاں تھا۔ وہ ایک ٹھنڈی سانس بھر کر رہ گیا۔ بڑی عجیب نظروں سے اسے دیکھنے کے بعد اس نے مریم سے کہا۔

''اٹس آل رائٹ...... آئیں میں آپ کو باہر تک چھوڑ آؤں''۔ وہ اس کے ساتھ چل پڑی تھی لیکن اب بھی اپنی حرکت پر پشیمان تھی۔ گیٹ کی طرف جاتے ہوئے اچانک وہ اس سے کہنے لگا۔

''ویسے آئندہ کے لئے ایک مفید مشورہ میں آپ کو دیتا ہوں۔ قرآن پاک سے عقیدت اور محبت اچھی چیز ہے لیکن آئندہ کبھی اس طرح اکیلے کسی کے گھر مت جانا''۔ وہ یک دم رک گئی وہ بھی ٹھہر گیا۔

''کیا مطلب......؟'' وہ واقعی اس کی بات نہیں سمجھی۔

''ہاں کبھی بھی اکیلے کسی کے گھر مت جانا اور کسی تنہا مرد کے پاس تو بالکل بھی نہیں چاہے وہ سولہ سال کا بچہ ہو یا سو سال کا بوڑھا''۔

''کیا مطلب......؟'' اب کی بار وہ ہکا بکا رہ گئی تھی۔

''میرا مطلب وہی ہے جو آپ سمجھ رہی ہیں۔ آپ اتنے دنوں سے یہاں آ رہی ہیں کیا آپ نے میرے علاوہ یہاں کسی کو دیکھا ہے''۔

اس نے بڑی سنجیدگی سے دریافت کیا۔

''ملازم تھے تو سہی۔'' مریم نے جیسے خود کو خوش فہمی سے بہلانے کی کوشش کی تھی۔ وہ اس کی

بات پر تمسخرانہ انداز میں ہنس دیا۔

''اچھا ملازم تھے مگر کب' مجھے اچھی طرح یاد ہے جب آپ پہلے دن آئی تھیں تو گیٹ پر واچ مین تک نہیں تھا اور ملازم اپنے کوارٹرز میں تھے۔

''گھر میں کوئی نہیں تھا؟'' اس نے بمشکل سوال کیا تھا۔

''نہیں گھر میں کوئی نہیں تھا۔ اتنے دنوں میں کیا آپ نے میرے کسی فیملی ممبر کو دیکھا ہے۔ نہیں دیکھا نا' آپ دیکھ بھی کیسے سکتی ہیں کیونکہ وہ تو یہاں ہیں ہی نہیں...... وہ امریکا گئے ہوئے ہی۔ صرف فادر یہاں ہوتے ہیں لیکن وہ بھی صبح نو بجے چلے جاتے ہیں اور پھر رات کو واپس آتے ہیں۔ اور پھر کئی دفعہ ایسا ہوا کہ گیٹ پر واچ مین کے علاوہ میرے گھر میں کوئی نہیں ہوتا تھا۔ مثلاً اس دن جب آپ مجھے وہ پانی وانی بنا کر دے رہی تھیں''۔

وہ اطمینان سے کہتا جا رہا تھا اور وہ ہونق بنی ہوئی اسے دیکھ رہی تھی۔

''پر میں تو صرف چند منٹ کے لئے آتی تھی اور فوراً چلی جاتی تھی''۔ اس نے جیسے اپنا دفاع کرنے کی کوشش کی تھی۔

''ہاں آپ جلدی چلی جاتی تھیں لیکن وہ صرف اس لئے کہ میں آپ کو جانے دیتا تھا۔ ورنہ چاہتا تو آپ کا قیام طویل بھی ہو سکتا تھا''۔

''پر میں تو قرآن پاک لینے آتی تھی''۔

اس کا لہجہ کمزور اور معذرت خواہانہ ہوتا جا رہا تھا۔

''اس سے کیا فرق پڑتا تھا کہ آپ کس لئے آتی ہیں''۔

''لیکن آپ تو مسلم ہیں...... میں نہیں مانتی کہ آپ میرے ساتھ کوئی بدتمیزی کر سکتے تھے''۔

اب کی بار وہ کھلکھلا کر بڑے دلکش انداز میں ہنسا تھا۔

''آپ کیا سوچتی ہیں یہاں سارے کرائمز نان مسلمز کرتے ہیں؟''

''آپ ایسے تو نہیں لگتے''۔

ایک بار پھر وہ ہنس پڑا تھا۔

''میرے بارے میں آپ کا یہ اندازہ بھی غلط ہے۔ اگر آپ مجھے جانتیں تو یہاں آنے سے پہلے کم از کم ایک ہزار بار ضرور سوچتیں اور اکیلے آتے ہوئے تو شاید لاکھ بار'' وہ اس کی متغیر

ہوتی ہوئی رنگت سے لطف اندوز ہوتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''آپ نے تو اتنے دنوں سے میرا نام تک پوچھنا گوارا نہیں کیا۔ کسی مہذب آدمی کو بھڑکانے کے لئے تو اتنی بے رخی ہی کافی ہوتی ہے پھر آج بھی آپ نے بڑا کارنامہ کیا۔ میرا گفٹ اٹھا کر پھینک دیا۔ کمال کیا۔ میں آپ کی کوششوں پر کامیابیوں پر فخر کرتا ہوں۔ لیکن آپ دیکھ لیں واچ مین آج بھی گیٹ پر نہیں ہے اور اکثر اس وقت نہیں ہوتا۔ آپ نے جارحیت اس جگہ دکھائی تھی جہاں صرف میں تھا اور کوئی نہیں۔ آپ خود سوچیں اگر مجھے آپ کی اس حرکت پر غصہ آ جاتا تو کیا ہوتا''۔

وہ اس کی بات پر پیروں کی طرف دیکھتے ہوئے ہونٹ کاٹنے لگی تھی۔ وہ جان گیا کہ اب اگر اس نے کچھ اور کہا تو وہ شاید پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دے گی۔

''آئیں اب میں آپ کو گیٹ تک چھوڑ آؤں''۔

وہ سر جھکائے اس کے ساتھ چلنے لگی۔

''ویسے آپ کس کلاس کو پڑھاتی ہیں''۔

چلتے چلتے اس نے اس سے پوچھا۔

''ون کو'' اس نے اتنی ہلکی آواز میں جواب دیا کہ وہ بمشکل سن پایا۔

''آپ کو پڑھانا بھی اسی کلاس کو چاہئے۔ ویسے جو کچھ ابھی میں نے آپ سے کہا ہے وہ اپنے اسٹوڈنٹس کو ضرور سکھانا''۔ وہ اس کے طنز کو سمجھنے کے باوجود بھی چپ ہی رہی۔ گیٹ کی چین اتارتے ہوئے اس نے کہا۔

''اگر آپ نہ رونے کا وعدہ کریں تو ایک بات اور بتاتا ہوں''۔ وہ خاموشی سے اس کا چہرہ دیکھنے لگی۔

''آپ پہلے دن یہاں آئی تھیں اس دن......'' وہ بولتے ہوئے یک دم رک گیا پھر دھیمی آواز میں اس نے کہا۔

''اس دن میں ڈرنک کر رہا تھا'' مریم کا رنگ فق ہو گیا تھا۔

''اور جس دن آپ مجھے وہ پانی کی ترکیب بتا رہی تھیں اس دن آپ کے آنے سے پہلے میں ڈرنک کر رہا تھا اور میں نے آپ کے بارے میں وہی سوچا تھا جو کوئی مرد کسی عورت کے بارے

میں سوچ سکتا ہے۔ اور آج آپ نے کتنی آسانی سے میری ایکسکیوز کو مان لیا حالانکہ میں نے وہ گفٹ آپ کو اسی نیت سے دیا تھا جو آپ پہلے بھی ہیں اور آپ پتا نہیں اسٹوپڈ ہیں یا کیا ہیں کہ ان میں سے کچھ بھی جان نہیں پائیں تو پھر خود کو اتنے رسک میں کیوں ڈالتی ہیں۔ یار عقل کی ضرورت ہوتی ہے جب دوسرے لوگوں سے ملنا ہوتا ہے کہ ان کے بارے میں کچھ جان پائیں۔ آپ تو شاید.....''

وہ اس کی آنکھوں میں ابھرنے والی نمی دیکھ کر یک دم چپ ہو گیا۔ اسے پہلی بار اپنے تجزیئے کی بے رحمی کا احساس ہوا تھا But inspite of everything I must admit کہ آپ مجھے بہت اچھی لگی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ میں کوئی بدتمیزی نہیں کر سکا۔ شاید میں.....''

وہ کچھ کہتے کہتے رک گیا تھا۔ آنسوؤں سے بھیگے ہوئے چہرے کے ساتھ اس نے سر اٹھا کر آخری بار اسے دیکھا جو بہت گہری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ پھر وہ کچھ کہے بغیر گیٹ کراس کر گئی تھی۔

ایک ہفتہ کے بعد اسے اسکول کے ایڈریس پر ایک پارسل ملا تھا۔ اسے بہت حیرت ہوئی تھی کہ اسے اسکول کے ایڈریس پر پارسل کون بھیج سکتا ہے۔ پارسل کھولتے ہی کرسچن ڈائر کی ایک بہت خوبصورت اور قیمتی گھڑی نے اسے چونکا دیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ اتنا قیمتی تحفہ اسے کون بھیج سکتا تھا۔ بڑے تجسس سے اس نے پیکٹ میں سے نکلنے والے کارڈ کو کھولا تھا۔ کارڈ پر تحریر لفظوں نے اسے چونکا دیا۔

An ordinary gift for a precious girl who restored my faith in God and the chastity of woman.

Your humble admirer

Walid Haider

چند لمحوں کے لئے اس کا سانس جیسے حلق میں اٹک گیا۔ وہ جان گئی تھی کہ وہ کس کا بھیجا ہوا تحفہ تھا۔ لیکن پھر وہ اس تحریر کو دوبارہ پڑھنے لگی۔ اسے سمجھ نہیں آیا کہ اس نے وہ کام کیسے کیا ہے جس کا وہ ذکر کر رہا تھا۔ ہاں البتہ اس نے اسے ضرور کچھ سکھا دیا تھا جسے وہ باقی ساری زندگی فراموش نہیں کر سکتی تھی۔

''کبھی کسی مرد کے پاس اکیلے مت جانا چاہے وہ سولہ سال کا بچہ ہو یا سو سال کا بوڑھا''۔
اس نے کیس میں سے گھڑی نکال لی۔
''آپ مجھے بہت اچھی لگی ہیں اس لئے میں آپ سے کوئی بدتمیزی نہیں کر سکا شاید میں آپ سے......'' کوئی کہہ رہا تھا۔ گھڑی کو گال سے چھوتے ہوئے وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔